www.KitaboSunnat.com

اصل مطمح نظر اسلامی احیا کو بنایا، جس کا ثبوت یہ ہے کہ ہر زمانے میں ایسے اصحابِ علم وفکر پیدا ہوتے رہے، جنھوں نے اسلام کی تعلیمات کو نہ صرف عام کیا بلکہ اس کی عظمت اور حرکیت کو ازسرنو زندہ بھی کیا اور اس کے لیے قربانیاں پیش کی۔

جماعت اسلامی

ا۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور جماعت اسلامی

مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور جماعت اسلامی: مولانا مودودیؒ عصر حاضر میں احیائے اسلام اور اسلامی تحریکات میں مرکزی مقام رکھتے ہیں۔ آپ کی دعوتی اور تحریکی فکر نے موجودہ دور میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے مضبوط اور مستحکم بنیاد فراہم کر دی۔ آپ کی فکری وعلمی تحریروں نے اسلام کے مختلف شعبوں اور پہلوؤں کے بارے میں جامع معلومات بہم پہنچائیں۔ مشرق سے عرب تک مسلم مفکریں اور دعوہ کو متاثر کیا ہے۔ سید قطب سے لے کر الجزائر، ایران، ملائیشیاء اور سوڈان تک اسلامی فکر اور کردار کے جتنے بھی علم بردار ابھرے، انھوں نے فکر مودودی کو اپنے کام کا نقطہ آغاز بنایا ہے۔ مولانا 25 ستمبر 1903ء کو جنوبی ہند کے شہر اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان کا تعلق شمالی ہندستان کے مسلم معززین سے تھا، جو حیدرآباد دکن میں آ کر آباد ہو گئے۔ آپ مشہور صوفیاء کے سلسلۂ "چشتیہ" سے تعلق رکھتے تھے۔ والد متصوف آدمی تھے۔ [1]

ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اور 11 برس کی عمر میں آٹھویں کے طالبعلم بنے۔ نوعمری میں ہی عربی زبان میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ چنانچہ قاسم امین کی کتاب "المراۃ الجدیدۃ" کا ترجمہ صرف چودہ سال کی عمر میں کیا۔

پندرہ سال کی عمر میں بجنور سے نکلنے والے اخبار کے ایڈیٹر ہو گئے۔ حکومت نے جب اخبار بند کر دیا تو مسلمانوں کی فلاح کے کاموں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ سولہ سال کی عمر میں تحریک خلافت میں حصہ لیا اور جبل پور سے ہفتہ وار رسالہ "التاج" نکالنا شروع کیا۔ جو بعد میں یومیہ ہو گیا۔ مگر آپ کے زوردار مقالوں اور مضامین کے پیش نظر حکومت نے بند کر دیا۔ آپ دہلی چلے گئے جہاں مولانا جوہر کے ساتھ مل کر "ہمدرد" کا پرچہ نکالا۔ تب آپ کے سیاسی افکار میں مذہب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا رنگ غالب ہو گیا۔مولانا مودودیؒ نے جمعیت علمائے ہند کے ترجمان پرچہ "الجمعیت" کی ادارت بھی کی، جس سے آپ کو مسلم سیاست کا گہرا شعور حاصل ہوا۔آپ نے سیاست میں مکمل طور پر حصہ لینا شروع کر دیا۔ ۲؎

1926ء میں اپنی مشہور کتاب "الجہاد فی الاسلام" لکھی جس کی وجہ مولانا محمد علی جوہر کی یہ خواہش تھی کہ کاش کوئی شخص ایسی کتاب بھی لکھے جس سے وہ غلط فہمیاں دور ہو سکیں جو پھیلائی جا رہی ہیں۔چنانچہ مولانا نے لبیک کہا اور یہ معرکہ آرا کتاب لکھی۔

''اسلام بدی کے استیلا اور بدکاری کے دفع و انسداد کے لیے کارگر تدبیر "منظم جہاد" کو بتلاتا ہے۔یعنی اسلام اُس دنیا میں کفر کی حکومت کے سائے تلے زندگی گزارنے نہیں آیا۔بلکہ وہ خود حکمرانی کے لیے آیا ہے''، کا نظریہ پیش کیا۔ ۳؎

1933ء میں مولانا نے رسالہ "ترجمان القرآن" کی ادارت سنبھالی ۔ یہ رسالہ تحریک قرآن کے بانی "مولانا مصلح ابو محمد" نے حیدر آباد سے نکالا تھا۔جو بعد میں مولانا مودودیؒ کی فکر کا ترجمان بن گیا۔اس رسالے نے اسلامی تحریک کے لیے زمین فراہم کی۔خاص کر وہ تحریریں قابل ذکر ہیں جن میں مغربی تہذیب کے بنیادی افکار پر تنقید کی گئی ہے۔جماعت اسلامی کے لیے تاریخی پس منظر کا کام اِن تحریروں نے کیا۔جو "مسئلہ قومیت" اور ''مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش'' کے نام سے شائع ہوئیں۔بعدازاں وہ حیدر آباد سے پنجاب منتقل ہو گئے۔1939ء میں براہ راست سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔لاہور منتقل ہو گئے اور یہیں ایک جماعت بنانے کا منصوبہ بنایا۔ اور 26 اگست 1941ء کو لاہور میں جماعت کی تاسیس ہوئی۔ ۴؎

مولانا کی تمام زندگی دین کی شدید تڑپ اور اس کے غلبے کے لیے اقتدار کی بحالی سے عبارت ہے۔اس کے لیے انھوں نے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کر دیں۔آپ کے علم میں بے پناہ زور تھا۔زندگی بھر اسلامی موضوعات ،قرآن ،حدیث ،فقہ دعوت و تبلیغ ،تاریخ و افکار ،عبادات و قوانین ،معاشی و معاشرت ،سیاست و سیادت غرض آپ کا قلم اب ان تمام موضوعات پر وہ معرکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرا کتب تصنیف کرتا رہا۔جس کی کوئی مثال دنیا میں موجود نہیں۔آپ کی ہر کتاب اپنے موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں مستند کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔لہذا ان کے تراجم بھی دنیا کی تمام مشہور زبانوں میں ہوئے ہیں۔ ان کی ایک کتاب " دینیات " کا ترجمہ 36 زبانوں میں ہو چکا ہے۔ان معیاری، مدلل، عام فہم تحریرات کا مرکزی نقطہ اسلام کو ایک مکمل ضابطہ حیات کے طور پر پیش کرنا تھا۔

سیاسی تنظیمی سطح پر آپ کا کردار بہت نمایاں رہا۔قیام جماعت سے 1971ء تک آپ جماعت کے امیر رہے۔ملکی سطح پر مطالبہ اسلامی دستور سے لے کر تحریک " ختم نبوت " تک آپ نے مجاہدانہ کردار ادا کیا اور سامراج کے سامنے ڈٹے رہے۔مسیحی مصنف مسٹر اسمتھ نے مولانا مودودی کو جدید اسلامی فکر رکھنے والا دنیا کا سب سے بڑا مفکر قرار دیا۔ ۵

۲۔ جماعت اسلامی کا قیام

جب مولانا مودودی نے یہ محسوس کیا کہ اقامت دین کا اجتماعی کام شروع کیا جا سکتا ہے اور باطل نظریات و افکار پر تنقید کے بعد تعمیری کام کی بنیاد ڈالی جا سکتی ہے۔چنانچہ مولانا نے ''دیوانوں کی ضرورت'' کے عنوان سے مسلمانوں کو آواز دی: ''کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم کو مسلمان رہنے یا نہ رہنے کا آخری فیصلہ کرنا ہے، تو ہمیں اپنے ماحول کو اور پھر تمام دنیا کو دارالاسلام بنانے کا عزم لے کر اٹھنا چاہیے اور اس کے لیے جان وتن کی بازی لگا دینی چاہیے۔جن لوگوں میں یہ نگرانی موجود ہے اور جو ایسے مقصد کی راہ میں لڑتے ہوئے ناکام مر جانے کو دنیا کی ساری کامرانیوں پر ترجیح دینے کے لیے تیار ہیں، صرف انھی کی ہم کو ضرورت ہے۔جو دارالاسلام کی تحریک بھی چلا سکتے ہیں''۔۶

چنانچہ ان امور کو سامنے رکھ کر اقامت دین کے لیے پکار لگائی گئی۔ملک کے پچھتر افراد 26 اگست 1941ء کو لاہور کے محلہ اسلامیہ پارک میں جمع ہوئے اور جماعت اسلامی کی بنیاد ڈالی۔ باہمی مشورے سے مولانا ہی کو امیر جماعت منتخب کیا گیا۔اس موقع پر فرمایا: میں آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان نہ سب سے زیادہ علم رکھنے والا، نہ سب سے زیادہ متقی، نہ مجھے کسی خصوصیت سے کوئی فضیلت حاصل ہے، بہرحال جب آپ نے مجھ پر اعتماد کر کے اس کار عظیم کا بار میرے اوپر رکھ دیا ہے، تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں اور آپ لوگ بھی دُعا کریں کہ مجھے اس بار کو سنبھالنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے اس اعتماد کو مایوسی میں تبدیل نہ ہونے دے۔ ۷

جماعت اسلامی اپنے ارکان کی اخلاقی و روحانی تربیت پر خاص طور پر زور دیتی ہے۔ جماعت کا مرکز تربیتی نصاب تجویز کرتا ہے اور ملک بھر میں حلقہ وار اور سیاسی طور پر تربیتی کیمپ منعقد ہوتے ہیں۔ اس تربیتی نصاب میں قرآن وحدیث کے مطالعے پر اور انھیں جدید دور کی ضروریات پر منطبق کرنے پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ امیر جماعت کا انتخاب پانچ سال بعد باقاعدگی سے ہوتا ہے۔ انتخابات میں کوئی امیدوار نہیں ہوتا۔ بلکہ درحقیقت کسی شخص کی طرف سے اقتدار کی خواہش کا ذرا سا اظہار بھی اس کو مکمل طور پر نااہل قرار دے دیتا ہے۔ ۸

جماعت اسلامی اپنے بیت المال کی آمدنی حسب ذیل ذرائع سے حاصل کرتی ہے۔

۱۔ جماعت کی مطبوعات سے منافع

۲۔ ارکان جماعت سے عشر، زکوۃ

۳۔ جماعت کے متفقین کے عطیات

۴۔ قربانی کی کھالوں کی فروخت سے حاصل ہونے والی رقوم، جو صرف غریبوں اور حاجت مندوں پر صرف کی جاتی ہیں۔ جماعت خدمت خلق کے کاموں میں ہمیشہ آگے رہی ہے۔ خصوصاً جب کبھی قوم پر کوئی برا وقت آتا ہے، وہ اپنے محدود وسائل میں میدان عمل میں آجاتی ہے۔ ۹ تقسیم پاکستان کا موقع تھا یا کشمیر وافغان مہاجرین کے کیمپوں کی امداد، زلزلوں اور سیلابوں کی تباہی تھی یا شمالی علاقہ جات کی خانہ جنگی، متاثرین کی بے لوث خدمت اور بھوک و بیماری اور زخمیوں کے علاج معالجوں کی سہولتیں۔ لاشوں کی تدفین، ہر کام میں جماعت نے وسیع پیمانے پر سب سے بڑھ کر امدادی کام کیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصر یہ کہ جماعت اسلامی زندگی کے ہر شعبے میں مکمل انقلاب لانا چاہتی ہے۔ خارجی امور میں جماعت اتحاد اسلامی کی علم بردار ہے۔ فلسطینی عربوں کے حقوق اور بیت المقدس کی مسلمانوں کو واپسی کی حامی ہے۔ بڑی طاقتوں کے ساتھ وابستگی کے خلاف ہے۔ جماعت اسلامی احیائے اسلام کے لیے جو کام کر رہی ہے۔ اس میں معاشرے کا کوئی بھی عملی میدان خالی نہیں۔ ان میں سب سے اہم ''اسلامی جمعیت طلبہ'' کی ہے۔ جو اس وقت پاکستان میں طلبہ کی سب سے بڑی اور منظم تنظیم ہے۔ طلبہ کی بیشتر انجمنیں اسی تنظیم کے زیر اثر ہیں۔ مزدوروں میں جو تنظیم کام کر رہی ہے، اس کا نام ''نیشنل لیبر فیڈریشن'' ہے۔ اسی طرح کاشتکاروں کی تنظیم کا نام ''کسان بورڈ'' ہے۔ ''اتحاد العلماء'' کے نام سے ایک تنظیم علما کی بھی ہے۔ جس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر مکتب فکر کے علما شامل ہیں۔ [10]

جماعت اسلامی کا نصب العین

جس وقت جماعت کی تشکیل ہوئی اس کا نصب العین یہ قرار دیا گیا۔ جماعت اسلامی کا نصب العین اور اس کی تمام سعی و جدو جہد کا مقصد دنیا میں حکومت الٰہیہ کا قیام اور آخرت میں رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ جماعت اسلامی جس مقصد کے لیے قائم کی گئی ہے، وہ یہ ہے۔

انسانی زندگی کے پورے نظام کو اس کے تمام شعبوں کو فکر و نظر، عقیدہ و خیال، مذہب و اخلاق، سیرت و کردار، تعلیم و تربیت، تہذیب و ثقافت، تمدن و معاشرت، حدیث، ریاست، قانون و عدالت، صلح و جنگ اور بین الاقوامی تعلقات سمیت خدا کی بندگی اور انبیاء علیہم السلام کی ہدایت پر قائم کیا جائے۔ [11]

ہمارے مقصد و مسلک کو جس لائحہ عمل کی ضرورت ہے، اس کے چار بڑے بڑے اجزا ہیں۔ یعنی نصب العین کے حصول کے لیے مندرجہ ذیل طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے:۔

۱۔ تطہیر و تعمیر افکار: یعنی غیر اسلامی علوم و فنون اور تہذیبی اثرات ختم کر کے ذہنوں کو اچھے لڑیچر سے حقیقی اسلام کی شاہراہ پر لانا خیالات کے راستے سے زندگیوں کا رُخ بدلنا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ صالح افراد کی تنظیم وتربیت: اس کا دوسرا جزایسے افراد کی تلاش اور تربیت ہے، جو پرانی یا نئی خرابیوں سے پاک ہوں یا اب پاک ہونے کے لیے تیار ہوں، خواہ عوام میں ہوں یا خواص میں سے ہوں۔ یعنی صرف تنظیم پر ہی قناعت نہ ہو بلکہ منظم ہونے والوں کی دینی اخلاقی تربیت کا انتظام ہو۔ یعنی صالح سیرتوں کی تعمیر جو جماعت کا بوجھ اُٹھا سکے۔

۳۔ اصلاح معاشرہ: یعنی صالح افراد اُٹھ کر اجتماعی اصلاح کی سعی کریں۔ بستی کی مسجدوں کی اصلاح ہو یا عام باشندوں کی یتیموں اور بیواؤں اور غریب طالبعلموں کی مدد۔ مزدوروں کے معقول حقوق کے حصول کی جدوجہد۔ غرض عمومی اصلاح ہی زمین کی تیاری ہے، جو مسلسل محنت کا نتیجہ ہوتی ہے۔

۴۔ نظام حکومت کی اصلاح: چوتھا جز، نظام حکومت، قانون، نظم ونسق جو اپنے اثرات زندگی کے ہر حصہ میں پھیلا رہا ہوتا ہے۔ جو صالح لوگوں کو اقتدار کے مقام پر پہنچاتا ہے۔[۱۲]

۳۔ تحریک اقامت دین اور جمہوری انتخابات

جماعت اسلامی کی جس تحریک کو لے کر اُٹھی ہے۔ وہ پچھلے ستر برسوں میں تین مرحلوں سے گزر چکی ہے۔ پہلا مرحلہ وہ خالص تنقید وتعمیر اور تبلیغ ودعوت کا تھا جس کا سلسلہ تقریباً 9 سال جاری رہا۔ دوسرا مرحلہ تنظیم وتربیت کا تھا اور اس میں تقریباً چھ سال صرف ہوئے۔ تیسرا مرحلہ توسیع و عملی اقدام کا تھا۔

مولانا مودودی بیک وقت داعی دین بھی ہیں اور متکلم اسلام بھی۔ ان کی دعوت کی رگ وپے میں فطری طور پر ان کے کلامی نظریات سرایت کیے ہوئے ہیں۔ اس وقت دنیا مختلف نظام ہائے حیات کے فطری وفکری ادوار سے گزر کر عملی زندگی کی نہج قرار پانے اور پھر ان کے باہمی تصادم کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ اس تاریخی پس منظر میں مولانا مودودی کو صرف اسلام ہی بہترین نظام حیات اور زندگی کے تمام مسائل کا بہترین حل نظر آیا۔ اس طرح دین کا ایک مطالبہ یہ نظر آیا کہ اس نظام کلی کو نظام زندگی پر عملاً نافذ کر دیا جائے۔[۱۳]

ترجمان القرآن میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔ اسلامی طریق کار یہ ہے کہ پہلے ہم دینی دعوت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کریں گے۔ پھر ان لوگوں کو جو ہماری دعوت قبول کریں منظم کرتے جائیں گے۔ پھر اگر رائے عامہ کی موافقت سے یا حالات کی تبدیلی سے کسی مرحلے پر ایسے آثار پیدا ہو جائیں کہ موجود الوقت دستوری طریقوں ہی سے نظام حکومت کا ہمارے ہاتھوں میں آجانا ممکن ہو اور ہمیں توقع ہو کہ ہم سوسائٹی کے اخلاقی و تمدنی اور سیاسی و معاشی نظام کو ایسے اُصولوں پر ڈھال سکیں گے، تو ہمیں اس موقع سے فائدہ اُٹھانے میں کوئی تامل نہ ہوگا۔ اس لیے کہ ہمیں جو کچھ بھی واسطہ ہے، اپنے مقصد سے ہے، نہ کہ کسی خاص طریقے سے۔ لیکن اگر پُرامن ذرائع سے جوہر اقتدار (Substance of power) ملنے کی توقع نہ ہو تو پھر ہم دعوت جاری رکھیں گے۔ اور تمام جائز شرعی ذرائع سے انقلاب برپا کرنے کی کوشش کریں گے۔ الیکشن لڑنا اور اسمبلی میں جانا اگر اس غرض کے لیے ہو کہ ایک غیر اسلامی دستور کے تحت ایک لادینی جمہوری (Democratic) ریاست کے نظام کو چلایا جائے تو یہ ہمارے عقیدۂ توحید اور ہمارے دین کے خلاف ہے۔ لیکن اگر یہ توقع ہو کہ عظیم اکثریت کی تائید سے ہم ملک کا دستور حکومت تبدیل کر سکیں گے، تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس طریقے سے کام نہ لیں۔ تاہم یہ طریقہ جب استعمال کریں گے کہ ہم ملک کی اکثریت کو اپنا ہم خیال بنا چکے ہوں۔ اِن تحریروں سے جماعت اسلامی کی سیاسی فکر اور لائحہ عمل کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔[۱۴]

تقسیم ملک کے بعد جماعت اسلامی پر جلد ہی عیاں ہو گیا کہ برسر اقتدار طبقہ پاکستان کو صحیح اسلامی ریاست بنانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا بلکہ وہ برطانوی حکومت کی میراث کو جاری ر... خواہش مند ہے۔

چنانچہ اس سلسلے میں مولانا فرماتے ہیں۔ آپ کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ جماعت اسلامی کا اصل مدعا موجودہ نظام کے چلانے والے ہاتھوں کا بدلنا نہیں ہے۔ بلکہ خود نظام کا بدلنا ہے۔ ہماری کوششوں کا مقصد یہ نہیں کہ نظام کار تو یہی رہے۔ مگر اس کو مغربی نہیں مشرقی چلائے اور ہماری نظر ہاتھوں پر نہیں، [illegible] جس پر زندگی کا نظام چلایا جاتا ہے۔ وہ اصول [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں تو ہم ان کے خلاف جنگ جاری رکھیں گے۔اور صالح اصولوں سے بدلنے کی کوشش کریں گے۔اسی بنا پر جماعت اسلامی نے اپنی ساری مساعی قومی دستور سے یہ مطالبہ منوانے پر مرکوز کر دی کہ نئے دستور میں مشہور معروف "قرارداد مقاصد" شامل کی جائے جس میں خصوصیت کے ساتھ یہ شامل ہے کہ''اسلامی احکام کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔''مولانا مودودی نے جو تحریک برپا کی اور اسلامی نظام کی تشریح وتوضیح کے لیے اور غیر اسلامی افکار ونظریات پر تنقید و تبصرہ کے لیے جو لٹریچر تیار کیا اور''تفہیم القرآن'' کے ذریعہ قرآن سے امت کو جوڑنے اور زندہ متحرک کتاب الٰہی کی حیثیت سے پیش کرنے کا جو عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے، وہ رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جا سکتا۔آج ساری دنیا میں انقلاب کی باتیں ہو رہی ہیں۔اسلام تیسری طاقت کے طور پر ابھر رہا ہے۔ان سب میں مولانا مودودیؒ کی کوششوں کا دخل ہے، جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ بیسوی صدی کے انسانوں میں مولانا مودودی نے ایک متحرک زندگی بخش لہر دوڑا دی ہے۔جس سے ملت بیضا کا دامن وابستہ ہے۔۱۵

۴۔ جماعت اسلامی کی مخالفین کی رائے

۱۔ جماعت اسلامی کی عملی سیاست میں آنے کی مخالفت:۔بعض حلقوں میں اس بارے میں غلط فہمی پائی جاتی ہے، اس لیے اس پالیسی کی قدرے تشریح وتوضیح ضروری ہے۔ان لوگوں کا خیال ہے کہ جماعت اپنی سرگرمیاں صرف تبلیغ تک محدود رکھتی تو اس طرح وہ حکومت کی نگاہوں سے بچی رہتی تو کسی قسم کا کوئی تصادم نہ ہوتا (ان کا جواب پچھے صفحات میں موجود ہے)

۲۔ جماعت اسلامی پر کیے جانے والے اعتراضات میں ایک یہ ہے کہ جماعت اسلامی کے لوگ صحابہ کرام کو معیار حق نہیں جانتے۔جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جماعت ہی نہیں پوری امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ غیر مشروط اطاعت صرف اللہ اور اس کے رسول کی ہو گی۔بحیثیت اجتماعی صحابہؓ کی جماعت معیار حق یعنی قرآن وسنت کے معیار پر پوری اترتی تھی البتہ بحیثیت فرد سب کو معلوم ہے کہ صحابہ اکرام کے دور میں حدود بھی نافذ ہوئیں اور سزائیں بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی گئیں۔ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی بھی اولیائے اکرام سے بڑا ہے مگر صحابہ اکرام معیار حق کے مطابق ہیں خود معیار حق اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔[۱۶]

۳۔ تحریک اسلامی کی ناکامی کی وجہ، مخالفین، عجلت پسندی قرار دیتے ہیں 1947 میں قیام پاکستان کے حالات میں تحریک اسلامی کے لیے ایک بظاہر آسان راستہ (Short Cut) نگاہوں کے سامنے آ گیا۔اس آسان اور مختصر راستے کے دو پہلو ہیں۔

ا۔ایک قیادت کا خلا پر کرنا تھا ۲۔نئی مملکت کے دستور کو بنانا تھا لہٰذا بڑھو اور اس Short cut سے اقتدار کو ہاتھ میں لے کر نیچے سے اوپر کی طرف ایک فطری انقلاب لانے کے بجائے موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

1947 کی اسی تبدیلی سے پوری تحریک کی بنیادی نوعیت ہی بدل گئی اور دین کی تجدید واحیا کی ذمہ داری لے کر اٹھنے والی تحریک نے ایک کروٹ میں یہ بوجھ اٹھا پھینکا اور ملی وقومی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے والے نہ پہلے کم تھے اور نہ آج مفقود ہیں، مگر اس جگہ کو پر کرنے والا کوئی نہیں رہا جو جماعت اسلامی نے اپنے انتقال سے خالی کی ہے۔

1947 سے پہلے ہندستانی مسلمان عام طور پر دو گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ایک گروہ مسلمانان ہند کے حق میں مجموعی حیثیت سے اس کو بہتر سمجھتا تھا جبکہ دوسری طرف مسلم لیگ تھی جو ملک تقسیم کر کے مسلمانوں کی اکثریت کو ایک آزاد مملکت (پاکستان) قائم کر رہی تھی۔مولانا کا موقف دونوں سے الگ تھا۔وہ بڑی شدت سے قومی اور وطنی نعروں کی مخالفت کرتے رہے۔ جماعت اسلامی کا موقف یہ تھا:۔بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ایک دفعہ غیر اسلامی طرز ہی کا سہی مسلمانوں کا قومی اسٹیٹ قائم ہو جائے پھر رفتہ رفتہ تربیت اور اخلاقی اصلاح کے ذریعے سے اس کو اسلامی اسٹیٹ میں بدلا جا سکتا ہے۔

مگر میں اپنے ناقص علم کی بنا پر اس کو ناممکن سمجھتا ہوں۔عمر بن عبدالعزیز جیسا زبردست فرمان روا جس کی پشت پر تابعین وتابع تابعین کی ایک بڑی جماعت بھی تھی، سوسائٹی کی بحیثیت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجموعی اصلاح میں ناکام ہوئی۔ جمہوری نوعیت کا اسٹیٹ جو کریکٹر کے بجائے مردم شماری کے رجسٹر میں درج ''مسلمان'' جو اسلامی ذہن وفکر سے عاری ہوں کا انتخاب کر کے پارلمینٹ میں پہنچائے گا۔ اس قسم کے لوگوں کے ہاتھ میں اقتدار آنے سے قومی حکومت جس پر اسلام کا نمائشی لیبل لگا ہو۔ اسلامی انقلاب کا راستہ روکنے میں اس سے بھی زیادہ جری و بیباک ہوگی جتنی غیر مسلم حکومت ہوتی ہے (اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے) پھر جب کہ ملک کی تقسیم کا فیصلہ ہو گیا تو مولانا اوران کے رفقا اور جماعت کا مرکز دارلاسلام سے پاکستان (لاہور) منتقل ہو گئے۔

یہاں جماعت کا طرز فکر بدلا اور مسلم لیگ کی طرز پر الیکشن لڑنے کا فیصلہ کرلیا گیا۔ پالیسی کی اس تبدیلی اور الیکشن بازی سے جماعت کا مزاج دین بدلا اور داعی جماعت کے بجائے سیاسی پارٹی والا مزاج بنتا چلا گیا اور وہی لوگ جماعت میں آتے رہے جن کے لیے اس میں کشش تھی۔ [۱۷]

اس طرح جب فوج کے سربراہ ایوب خان کے دور میں ''متحدہ محاذ'' قائم ہوا جس میں بھاشانی کی پارٹی جو کمیونسٹ اور کمیونزم کی سخت حامی تھی، جماعت اسلامی نے ان کے ساتھ اشتراک کر کے ایوب خان کے خلاف اشتراک عمل کو اقامت دین قرار دے دیا۔

اس محاذ میں فاطمہ جناح کو صدر ایوب کے خلاف منتخب کیا اور اس سے پہلے مولانا مودودیؒ قرآن وحدیث کے حوالوں کے ساتھ یہ بات کہہ چکے تھے کہ اسلام اور اسلامی شریعت میں کسی عورت کے رکن اسمبلی ممبر ہونے کی کوئی گنجایش نہیں جبکہ صدر جو کہ مختار کل ہوتا ہے، بنانے کے لیے عورت کو نامزد کیا جائے۔ مگر فاطمہ جناح کی تائید کی گئی اس مہم کو تن من دھن سے لڑا گیا۔

اگر چہ جماعت کے مزاج اور تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ امت مسلمہ میں اٹھنے والی تحریکوں اور فرقوں کے مقابلے میں بہت ممتاز اور منفرد ہے، جو افراد اس کی تاسیس اور تعمیر و خدمت میں پوری سرگرمی سے شریک رہے تھے۔ ان کی قربانیاں اس راہ میں کچھ کم نہیں مگر جو اہل حل وعقد میں سے تھے اور جن کی دینی بصیرت وحق پرستی مسلم تھی، انھوں نے مختلف اوقات میں جماعت سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطع تعلق کیا اور اصلاح حال کی کوشش بھی کی۔ جماعت اسلامی کے خواص میں سے مولانا امین احسن اصلاحی، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف، مولانا عبدالغفار حسن، غازی عبدالجبار اور ڈاکٹر اسرار احمد صاحب، جماعت اسلامی انڈیا میں مولانا وحیدالدین صاحب، مولانا حکیم ابوالحسن، عبیداللہ خان، قمرالدین خان صاحب، مولانا منظور نعمانی وغیرہ، جو اس وقت ان کے لیے کڑوا گھونٹ تھا۔۱۸؎

عوامیت کے شوق میں عوام کی پیروی میں بڑھتے ہوئے سیاسی ذوق اور سیاسی مقاصد نے عوام کی قیادت و رہنمائی کے درجے سے اتار کر تحریکی زعما کو عوامی خوشامد پر لگا دیا ہے۔ عوام کے رجحانات اور میلانات کے پیچھے چلنے پر بقول ''علامہ یوسف القرضاوی'' عوامی خواہشات کا اتباع، سلاطین و بادشاہوں کی مرضی کا بندہ ہونے سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ بادشاہوں کو تو رد کیا جا سکتا ہے مگر عوام کے باطل نظریات بیچ کو ٹھکرا دیتے ہیں۔

ان خرابیوں کا علاج صرف یہ ہو سکتا ہے کہ صالحین کی ایک جماعت منظم کی جائے، جو خدا ترس بھی ہو، راست باز اور دیانتدار بھی ہو، خدا پسندیدہ اخلاق و اوصاف سے آراستہ بھی ہو اور دنیا کے معاملات کو دنیا داروں سے زیادہ اچھی طرح سے سمجھے اور اپنی قابلیت و مہارت سے انھیں شکست دے سکے۔۱۹؎

پاکستان اور اسلامی دنیا کی سیاست میں جماعت اسلامی کے اثرات اگرچہ زیادہ وسیع نہیں ہیں، لیکن مولانا مودودی کے افکار نے ان لوگوں کو بھی متاثر کیا ہے۔ جو جماعت اسلامی کی پالیسی سے متفق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی سیاست اور معاشرے پر مولانا کے افکار کی چھاپ ہر جگہ نظر آئے گی۔

۵۔ جماعت اسلامی اور اس کی وسعت

موجودہ صدی کے ربع اول میں مولانا مودودیؒ کی آواز ایک فرد کی آواز تھی اور اب یہ آواز ملت اسلام کی پکار بن چکی ہے اور تحریک اسلامی ایک عالمگیر پیغام انقلاب ہے۔ مصری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتون زینب الغزالی کے الفاظ ہیں ''مولانا کی فکر ہوا میں سرایت کی چکی ہے جس سے سارا جہاں معطر رہتا ہے۔ یہ ہوا پوری دنیا کے اندر چل رہی ہے۔''اندلس کے وادیوں سے لے کر افریقہ کے صحراؤں تک یورپ کے سبزہ زاروں سے لے کر امریکہ کی درس گاہوں تک مشرق بعید کے ممالک سے لے کر مغرب اقصیٰ کے کناروں تک اندلس کے کوہ ودشت سے لے کر فلپائن کے جنگلات تک فکر مودودی بے راہ روؤں کے لیے زریعہ رشد وہدایت ثابت ہورہی ہے اس موقع پر پوری دنیائے اسلام کے اندر اسلامی دعوت کی رفتار اور اثرات کا جائزہ لینا تو مشکل ہے البتہ چند ایک ممالک میں ان کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ انڈونیشیا کی تمام اسلامی جمعیتوں نے مل کر ماشومی (یہ لفظ مجلس شوریٰ مسلمین کا مخفف ہے) کے نام سے ایک محاذ قائم کیا تھا۔ انڈونیشیا کی آزادی کے بعد اس میں مزید جماعتیں شامل ہوں گی۔ ڈاکٹر ناصر صدر ماشومی پارٹی کے صدر ہیں مگر ملک میں اسلام کے بجائے کیمونزم کی راہیں ہموار ہیں۔ سوڈان میں ''محاذ اسلامی'' کے نام سے دستوری مہم کا آغاز ہوا جس میں 25 کے قریب ایسی جماعتیں شریک ہیں جو اسلامی نظام کی خواہاں تھیں الاخوان المسلمون کے ساتھ مل کر اسلامی دستور کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ ؎۲۰

بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کے ہی نام سے یہ بہت فعال ہے جو سیکولر قوتوں کے لیے مستقل خطرہ ہے۔ اس کے امیر مطیع الرحمٰن نظامی ہیں۔

افغانستان کی وادیوں میں برپا ہونے والا جہاد اسلامی بھی ''حزب اسلامی'' کا کرشمہ تھا۔ مجاہدین افغانستان کے ساتھ مل کر اس جماعت نے ثابت کر دیا کہ بقا طاقتور کے لیے نہیں بلکہ مومن صادق کے لیے ہے۔

فلپائن میں مورو اسلامک فرنٹ فلسطین میں نئی تحریک جہاد، اسی طرح پٹانی کشمیر، اری ٹیریا اور اراکان (برما) کی آزادی کی تحریکیں اب شاگردان مودودی وحسن البناء کے ہاتھوں میں ہیں اور دنیا وہ دن دیکھ لے گی جب یہ تحریکیں منزل مقصود تک پہنچ چکی ہوں گی۔ ؎۲۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔اسلامی جمعیت طلبہ

اسلامی جمعیت طلبہ پاکستان کو ملکی تاریخ میں طلبہ تحریک کے حوالے سے ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ یہ تنظیم اپنے مضبوط اندرونی جمہوری نظام کی بدولت تعلیمی اداروں میں مستحکم بنیادوں پر اپنی جدوجہد کو جاری رکھے ہوئے ہے۔

آج سے 63 سال قبل جب مولانا مودودیؒ کی سوچ پر ملک بھر کے 25 نوجوانوں نے لاہور کی بلڈنگ میں ظفر اللہ خان مرحوم کی زیر قیادت اس کی بنیاد رکھی تھی، تو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مستقبل میں یہ تنظیم اتنا رنگ لائے گی۔اسلامی جمعیت طلبہ کو قائم کرنے والے نوجوانوں کے خلوص اور رضائے الٰہی کی طلب نے اس تنظیم کی جڑیں اس قدر مضبوط کیں کہ وقت کے طاغوت نے ہمیشہ انھی صالح نوجوانوں کو اپنے راستے کی دیوار جانا۔مولانا مودودی کی رہنمائی میں اسلامی جمعیت طلبہ سے وابستہ نوجوانوں نے علم،عمل اور کامیابی تک کا یہ سفر پھولوں کی سیج پر نہیں، بلکہ کانٹوں بھرے راستوں پر طے کیا۔ویسے تو اسلامی جمعیت طلبہ کو کئی ناموں اور عنوانات دیے جا سکتے ہیں۔لیکن ان میں سے سب سے اہم جمعیت کا تنظیمی حُسن ہے۔اس کے علاوہ جمعیت کا مضبوط جمہوری نظام بھی اس تحریک کے پھلنے پھولنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ ہر سال بڑی تعداد میں طلبہ تعلیم سے فراغت کے باعث جمعیت سے فارغ ہوتے ہیں۔تو دوسری طرف نئے خون کی مانند جمعیت کے مزید طلبہ اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔یوں بہتے پانی کی مانند مزید طلبہ اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔اسلامی جمعیت طلبہ نے گذشتہ 63 برسوں میں بلاشبہ لاکھوں طلبہ کو متاثر کیا ہے جو آج عملی زندگی میں ہر مقام پر اپنا مثبت رول ادا کر رہے ہیں۔ان میں سیاستدان بھی ہیں، وکلاء بھی ہیں اور اساتذہ بھی اور ماہرین تعلیم بھی ہیں اور انجینئرز بھی، صحافت کے شعبے سے وابستہ افراد بھی ہیں اور ڈاکٹرز بھی، الغرض کوئی شعبہ ایسا نہیں جہاں جمعیت سے وابستہ نوجوان موجود نہ ہوں۔اسلامی جمعیت طلبہ کی تاریخ میں سالانہ اجتماعات کو خاص مقام اور اہمیت حاصل ہے اس موقع پر جمعیت کے ارکان آئندہ سال کے لیے اپنی نئی قیادت کا انتخاب کرتے ہیں اور پھر یہ سلسلہ ہر ہر یونٹ میں دہرایا جاتا ہے۔ماہِ فروری میں جمعیت اپنی اپنی قیادت کے ساتھ تعلیمی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادارے سے لے کر مرکزی سطح تک اپنی تابندہ روایات کے ساتھ موجود ہوتی ہے۔

اس سال اسلامی جمعیت طلبہ کا سالانہ اجتماع ارکان 6,7,8 فروری کو ایشیا کی عظیم درسگاہ جامعہ پنجاب میں ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے 1982ء میں 19 ویں سالانہ اجتماع ارکان لاہور میں ہوا جس میں اسلامیہ لاکالج کے طالبعلم معراج الدین خان کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا 1983ء میں دوبارہ منتخب ہوئے 1984ء میں انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے اعجاز احمد چوہدری منتخب ہوئے بعدازاں سالانہ اجتماع ارکان منعقدہ کراچی میں ایم اے سیاسات، کراچی یونیورسٹی کے طالبعلم راشد نسیم کو آئندہ سال کا ناظم اعلیٰ منتخب کرلیا گیا۔ 1985ء میں مردان میں ہونے والے 32 ویں اجتماع ارکان وانقتاء میں راشد نسیم کو ناظم اعلیٰ انتخاب کیا گیا۔

1987ء میں لاہور میں منعقدہ 34 ویں اجتماع میں امیر العظیم دوبارہ ناظم اعلیٰ بنے۔ جبکہ 1988ء میں پنجاب یونیورسٹی ایم اے ایجوکیشن کے طالب علم سراج الحق کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ وہ آئندہ سال بھی منتخب ہوئے 1990ء میں پشاور میں ہونے والے 37 ویں اجتماع ارکان میں سراج الحق تیسری مرتبہ جمعیت سے ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ 1991ء میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں ہونے والے اجتماع ارکان میں اے اے ڈی انجینئرنگ یونیورسٹی کراچی کے طالب علم اظہار الحق کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا 1992ء میں زکریا یونیورسٹی ملتان میں منعقدا اجتماع ارکان میں اظہار الحق کو دوبارہ اسی ذمہ داری پر منتخب کیا گیا۔ 1993ء میں سالانہ اجتماع ارکان کراچی میں ہوا۔ جس میں پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے صحافت کے طالب علم اویس قاسم کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ 1994ء میں پنجاب یونیورسٹی میں ہونے والے 41 ویں اجتماع ارکان میں اویس قاسم کو دوبارہ ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ 1995ء میں منصورہ سندھ میں ہونے والے اجتماع ارکان میں ایم اے ایجوکیشن پنجاب یونیورسٹی کے طالبعلم وقاص انجم جعفری اور 1996ء کو المرکز اسلامی پشاور میں منعقدہ اجتماع ارکان میں وقاص جعفری کو دوبارہ منتخب کیا گیا۔ اور 1997ء کو تیسری دفعہ منعقدہ اجتماع میں منتخب کیا گیا۔ اب اسلامی جمعیت طلبہ کا 58 واں سالانہ اجتماع ارکان اٹک میں ہو رہا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جس میں سیشن 2011,12ء کے لیے مرکزی ناظم اعلیٰ اور صوبائی ناظمین کا انتخاب وعمل میں لایا جائے گا۔

2011ء میں اسلامی جمعیت طلبہ پاکستان اپنے قیام کا 65واں یوم تاسیس بھی منا رہی ہے۔ اس عرصے میں اسلامی جمعیت طلبہ کے 32 ناظمین اعلیٰ اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے بعد فارغ ہو کر عملی زندگی میں کردار ادا کر رہے ہیں، جو کہ نئی طلبہ تنظیم ہی نہیں بلکہ ملکی سیاسی تاریخ میں بھی ریکارڈ ہے۔ اسلامی جمعیت طلبہ کی نظامت اعلیٰ پر فائز رہنے والے چند نمایاں ناموں میں جماعت اسلامی پاکستان کے امیر سید منور حسن، سیکرٹری جنرل لیاقت بلوچ کے علاوہ لاکھوں کی تعداد میں زمانہ طالب علمی میں جمعیت سے وابستہ نمایاں افراد مختلف شعبوں میں کارہائے نمایاں انجام دینے والے ہیں۔ یقیناً اسلامی جمعیت کا جمہوری پہلو اور تنظیمی حسن تمام سیاسی جماعتوں اور حکمرانوں کے لیے روشن اور قابل تقلید مثال ہے۔۳۲

۲۔ مولانا الیاسؒ اور ان کی تبلیغی جماعت

آج عالم اسلام میں جو تحریک اور اس سے وابستہ افراد سب سے زیادہ ہیں وہ تبلیغی جماعت ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس سے وابستہ افراد کی تعداد لاکھوں سے تجاوز کر گئی ہے۔ اس جیسی تحریک کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ اس کے فروغ و وسعت کو بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے اخلاص اور امت کے لیے ان کے سوز کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے، جب مولانا کی زندگی کا اس حوالہ سے مطالعہ کیا جائے اور ان کو اپنے بیان کردہ خیالات کے آئینے میں دیکھا جائے، وہاں تعلق باللہ عبادت ذکر علم کی اہمیت کے علاوہ جہاد و سیاست انسانی حقوق کی پاسداری وغیرہ یعنی دین کا مکمل تصور نظر آتا ہے اور ان کی تحریک خود مستقل نہیں بلکہ ولی اللٰہی سلسلے کے اہل حق کی جدوجہد کا ایک حصہ ہے۔

ا۔ حالات زندگی

مولانا محمد الیاس کے والد محمد مولانا اسماعیلؒ صاحب کے لیے، ذکر و عبادت، آئے گئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ